بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

فون ۴۴۹

رجسٹرڈ نمبر ۵۲۵۴

إِنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَاءُ ۔ عَسٰى أَنْ يَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا

روزنامہ الفضل ربوہ

یوم ہفتہ

ایڈیٹر مسعود احمد دہلوی

The Daily
ALFAZL
RABWAH

قیمت فی پرچہ ۴۰ پیسے

جلد ۶۸/۳۳ | ۸ جمادی الثانی ۱۳۹۹ھ ؛ ۵ ہجرت ۱۳۵۸ ہش ؛ ۵ مئی ۱۹۷۹ء | نمبر ۹۹

اخبارِ احمدیہ

ربوہ ـــ ۵ مئی ـ حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی صحت کے متعلق محترم ڈاکٹر صاحبزادہ مرزا منور احمد صاحب کی مرسلہ آج صبح کی اطلاع مظہر ہے کہ:-

کمر میں درد کی تکلیف ہے۔

احباب جماعت بالالتزام دعائیں کرتے رہیں کہ اللہ تعالیٰ حضور کو صحت کاملہ و عاجلہ عطا فرمائے اور ہمیشہ اپنی تائید و نصرت سے نوازتا رہے۔ آمین

حضرت سیدہ نواب امۃ الحفیظ بیگم صاحبہ مدظلہا العالی کی طبیعت اللہ تعالیٰ کے فضل سے اچھی ہے۔

احباب جماعت بالالتزام دعائیں کرتے رہیں کہ اللہ تعالیٰ حضرت سیدہ مدظلہا کو صحت و عافیت سے رکھے اور آپ کا بابرکت سایہ تادیر ہمارے سروں پر سلامت رکھے۔ آمین

اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے مکرم چوہدری منور احمد صاحب کراچی کو ۲۷ اور ۲۸ اپریل ۱۹۷۹ء کی درمیانی شب بیٹی عطا فرمائی ہے۔ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ نے ازراہِ شفقت بچی کا نام خالدہ رکھا ہے۔ نومولودہ محترم چوہدری ظہور احمد صاحب ناظر دیوان صدر انجمن احمدیہ پاکستان کی پوتی ہے۔

احباب جماعت دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ نومولودہ کو صحت و عافیت کے ساتھ لمبی زندگی عطا کرے، دینی و دنیوی نعمتوں سے مالا مال فرمائے اور اسے اپنے والدین کے لئے قرۃ العین بنائے۔ آمین

مُلاقات
تا اطلاع ثانی بند رہے گی

احباب کی اطلاع کے لئے اعلان کیا جاتا ہے کہ ۵ مئی (ہجرت) کے بعد تا اطلاع ثانی حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز سے ملاقات بند رہے گی۔ احباب نوٹ فرمالیں۔

پرائیویٹ سیکرٹری
حضرت خلیفۃ المسیح الثالث

بحرِ حکمت کے موتی، جوامع الکلم، جواہر الکلام

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بے حیائی انسان کو بدنما اور شرم و حیا اسے خوبصورت بنا دیتی ہے

غضِ بصر اور پردے کے حکم پر عمل پیرا ہونا تزکیۂ نفوس کے لئے ازبس ضروری ہے

ارشادِ باری تعالیٰ

قُلْ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ يَغُضُّوْا مِنْ اَبْصَارِهِمْ وَيَحْفَظُوْا فُرُوْجَهُمْ ؕ ذٰلِكَ اَزْكٰى لَهُمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ خَبِيْرٌ ۢ بِمَا يَصْنَعُوْنَ ۝ وَقُلْ لِّلْمُؤْمِنٰتِ يَغْضُضْنَ مِنْ اَبْصَارِهِنَّ وَيَحْفَظْنَ فُرُوْجَهُنَّ وَلَا يُبْدِيْنَ زِيْنَتَهُنَّ اِلَّا مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَلْيَضْرِبْنَ بِخُمُرِهِنَّ عَلٰى جُيُوْبِهِنَّ ...... الخ (النور آیات ۳۱، ۳۲)

ترجمہ:- (اے رسولؐ!) تو مومنوں سے کہہ دے کہ وہ اپنی آنکھیں نیچی رکھا کریں اور اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کیا کریں۔ یہ ان کے لئے بہت پاکیزگی کا موجب ہوگا۔ جو کچھ وہ کرتے ہیں اللہ (تعالیٰ) اس سے اچھی طرح خبردار ہے۔ اور مومن عورتوں سے کہہ دے کہ وہ بھی اپنی آنکھیں نیچی رکھا کریں اور اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کیا کریں اور اپنی زینت کو ظاہر نہ کیا کریں سوائے اس کے جو آپ ہی آپ بے اختیار ظاہر ہوتی ہے۔ اور اپنی اوڑھنیوں کو اپنے سینہ پر سے گزار کر اور اس کو ڈھانک کر پہنا کریں۔

حدیث النبی صلی اللہ علیہ وسلم

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَا كَانَ الْفُحْشُ فِيْ شَيْءٍ اِلَّا شَانَهٗ وَمَا كَانَ الْحَيَاءُ فِيْ شَيْءٍ اِلَّا زَانَهٗ۔

(ترمذی کتاب البر والصلۃ)

ترجمہ:- آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا حد سے بڑھی ہوئی بے حیائی اس کے مرتکب کو بدنما بنا دیتی ہے اور شرم و حیا ایک حیادار کو حسنِ سیرت بخشتی ہے اور اسے خوبصورت بنا دیتی ہے۔

ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ السلام

"یورپ کی طرح بے پردگی پر بھی لوگ زور دے رہے ہیں۔ لیکن یہ ہرگز مناسب نہیں۔ یہی عورتوں کی آزادی فسق و فجور کی جڑ ہے۔ جن ممالک نے اس قسم کی آزادی کو روا رکھا ہے ذرا اُن کی اخلاقی حالت کا اندازہ کرو۔ اگر اس آزادی اور بے پردگی سے ان کی عفت اور پاکدامنی بڑھ گئی ہے تو ہم مان لیں گے کہ ہم غلطی پر ہیں لیکن یہ بات بہت ہی صاف ہے کہ جب مرد اور عورت جوان ہوں اور آزادی اور بے پردگی بھی ہو تو اُن کے تعلقات کس قدر خطرناک ہوں گے۔ بدنظر ڈالنی اور نفس کے جذبات سے اکثر مغلوب ہو جانا انسان کا خاصہ ہے۔ پھر جس حالت میں کہ پردہ میں بے اعتدالیاں ہوتی ہیں اور فسق و فجور کے مرتکب ہو جاتے ہیں تو آزادی میں کیا کچھ نہ ہوگا۔ مردوں کی حالت کا اندازہ کرو کہ وہ کس طرح بے لگام گھوڑے کی طرح ہو گئے ہیں۔ نہ خدا کا خوف رہا ہے نہ آخرت کا یقین ہے۔ دنیاوی لذات کو اپنا معبود بنا رکھا ہے۔ پس سب سے اول ضروری ہے کہ اس آزادی اور بے پردگی سے پہلے مردوں کی اخلاقی حالت درست کرو ...... ورنہ موجودہ حالت میں اس بات پر زور دینا کہ آزادی اور بے پردگی ہو گویا بکریوں کو شیروں کے آگے رکھ دینا ہے۔ اِن لوگوں کو کیا ہو گیا ہے کہ کسی بات کے نتیجے پر غور نہیں کرتے۔ کم از کم اپنے کانشنس سے ہی کام لیں کہ آیا مردوں کی حالت ایسی اصلاح شدہ ہے کہ عورتوں کو بے پردہ ان کے سامنے رکھا جاوے۔ قرآن شریف نے (جو کہ انسان کی فطرت کے تقاضوں اور کمزوریوں کو مدنظر رکھ کر حسب حال تعلیم دیتا ہے) کیا عمدہ مسلک اختیار کیا ہے قُلْ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ يَغُضُّوْا مِنْ اَبْصَارِهِمْ وَيَحْفَظُوْا فُرُوْجَهُمْ ؕ ذٰلِكَ اَزْكٰى لَهُمْ ؕ ...... یہ وہ عمل ہے جس سے ان کے نفوس کا تزکیہ ہوگا۔" (ملفوظات)

پبلشر:- مسعود احمد ؛ پرنٹر:- سید عبدالحی ؛ مطبع:- ضیاء الاسلام پریس ربوہ ؛ مقام اشاعت:- دفتر الفضل دارالرحمت غربی ربوہ

روزنامہ الفضل ربوہ
۸ رجمادی الثانی ۱۳۹۹ھ
۵ ہجرت ۱۳۵۸ ہش
۵ مئی ۱۹۷۹ء

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اللہ تعالیٰ کی ایک سُنّتِ مستمرّہ اور اس کا مہتم بالشّان ظہور

مامورینِ الٰہی کے مخالفین کی یہ عادت ہوتی ہے کہ وہ کھل کر ہی مخالفت نہیں کرتے بلکہ پوشیدہ طور پر مشوروں میں مصروف رہتے ہیں اور مامورینِ الٰہی اور ان کے کمزور و بے بضاعت ساتھیوں کے خلاف خفیہ منصوبے بناتے رہتے ہیں اور سمجھتے یہ ہیں کہ انہیں ان کے اِن خفیہ منصوبوں کی کانوں کان خبر نہ ہوگی اور وہ اپنے ان منصوبوں کو روبہ عمل لاکر ایسا وار کریں گے کہ ان حق پرستوں کی ہستی ہی کالعدم ہو کر رہ جائے گی۔

جہاں تک مامورینِ الٰہی اور ان پر ایمان لانے والے کمزور و بے بضاعت لوگوں کا تعلق ہے ان کے مخالفین کی سوچ کا یہ انداز اِس لحاظ سے تو درست ہوتا ہے کہ فی الواقعہ مامورینِ الٰہی اور ان پر ایمان لانے والوں کے لئے ان کے خفیہ منصوبوں کا پتہ لگانا یا ان سے آگاہ ہونا ممکن نہیں ہوتا۔ ظاہری سامانوں کے لحاظ سے وہ تو انتہائی کمزور و بے بضاعت اور بے بس و بے کس ہوتے ہیں لیکن ایسا سوچنے میں مخالفینِ حق ایک بہت بڑی حقیقت کو فراموش کر رہے ہوتے ہیں اور وہ حقیقت یہ ہوتی ہے کہ ان کی لڑائی اُن کمزور و بے بضاعت انسانوں سے نہیں ہوتی بلکہ ان بے چاروں کی مخالفت کرنے میں انہوں نے خود خدا تعالیٰ سے لڑائی مول لے رکھی ہوتی ہے اور خدا تعالیٰ سے جو علّام الغیوب ہے ان کا کوئی پوشیدہ مشورہ اور خفیہ منصوبہ چھپا رہ ہی نہیں سکتا۔ مشورہ اور منصوبہ تو بعد کی بات ہے وہ تو ان کے دلوں میں اُٹھنے والے خیالات اور مخالفانہ ارادوں سے بھی آگاہ ہوتا ہے۔ اُس سے تو کوئی بات پوشیدہ رہ ہی نہیں سکتی۔ وہ ان کی ہر حرکت و سکون کو دیکھ رہا ہوتا ہے۔ وہ انہیں ڈھیل پر ڈھیل دیتا چلا جاتا ہے تا کہ وہ جو تدبیر چاہیں کرلیں اور جو منصوبہ چاہیں بنالیں اور اسے روبہ عمل لانے میں بھی کوئی کسر اُٹھا نہ رکھیں اور پھر دیکھ لیں کہ وہ خدا تعالیٰ کے ساتھ مقابلہ میں کبھی کامیاب نہیں ہو سکتے۔ ان کا بالآخر ناکام و نامراد رہنا یقینی ہے اِس لئے کہ اُس قادرِ مطلق اور ہمہ قدرت و ہمہ طاقت ہستی نے ازل سے یہ فیصلہ کر رکھا ہے کہ انجام کار اُس کے مامور اور اُن پر ایمان لانے والے ہی غلبۂ حق کے مقصد میں کامیاب و بامراد ہوں گے۔

چنانچہ جب نبیٔ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کا ظہور ہوا تو قریشِ مکّہ نے خفیہ مجالس منعقد کر کر کے آپؐ کو اپنے مشن میں ناکام کرنے کے لئے بڑے بڑے خطرناک منصوبے بنائے۔ انہیں یقین تھا کہ وہ اپنے خفیہ منصوبوں میں کامیاب رہیں گے۔ اللہ تعالیٰ نے قریشِ مکّہ کی اِس سوچ اور خفیہ مشاورتوں اور ان کے انجام کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا:۔

إِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ مَنْ كَانَ خَوَّانًا أَثِيمًا ۚ يَسْتَخْفُونَ مِنَ النَّاسِ وَلَا يَسْتَخْفُونَ مِنَ اللّٰهِ وَهُوَ مَعَهُمْ إِذْ يُبَيِّتُونَ مَا لَا يَرْضَىٰ مِنَ الْقَوْلِ ۚ وَكَانَ اللّٰهُ بِمَا يَعْمَلُونَ مُحِيطًا ۝ (النساء آیات ۱۰۸، ۱۰۹)

ترجمہ:۔ جو (لوگ) خیانت میں بڑھے ہوئے اور بہت گنہگار ہوں اللہ انہیں پسند نہیں کرتا۔ وہ لوگوں سے پردہ رکھتے ہیں اور اللہ سے پردہ نہیں رکھتے (یعنی اس سے پردہ رکھنے کی فکر نہیں کرتے) حالانکہ جب وہ رات کو (مراد یہ کہ لوگوں سے چھپ کر) ایسی باتوں کے مشورے کر رہے ہوتے ہیں جنہیں اللہ پسند نہیں کرتا (تو) وہ ان کے پاس (ہی) ہوتا ہے۔ اور جو کچھ وہ کر رہے ہیں اللہ اس کا قلع قمع کرنے والا ہے۔

اِن آیات میں اللہ تعالیٰ نے یہ امر ہی ذہن نشین کرایا ہے کہ قریشِ مکّہ کے رؤسا اور سربرآوردہ لوگ عام لوگوں سے چھپ کر اسلام کو مٹانے کے لئے باہم خفیہ مشورے کرتے ہیں اور اِس امر کا انہیں خیال ہی نہیں آتا کہ وہ لوگوں سے تو اپنے مشوروں اور منصوبوں کو پوشیدہ رکھ سکتے ہیں لیکن خدا سے تو وہ انہیں پوشیدہ رکھ ہی نہیں سکتے۔ وہ ان کی ایک ایک حرکت سے آگاہ ہے اِس لئے کہ ان کی ہر بات اس کی نگاہ میں ہے۔ وہ کیسے ہی خطرناک منصوبے کیوں نہ بنائیں وہ ان کا قلع قمع کر کے رکھ دیگا یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ وہ اپنے اُس بندۂ اخص کے مقابلہ میں جسے اُس نے خود مبعوث کیا ہے دشمنانِ حق کو ان کے عزائم میں کامیاب ہونے دے۔ اُس نے قریشِ مکّہ کے انجام سے خبردار کرتے ہوئے مومنوں کو تسلّی دی کہ وہ ان کے اِن خفیہ مشوروں اور خطرناک منصوبوں سے قطعاً ہراساں نہ ہوں، وہ خود ان کا قلع قمع کر کے رکھ دے گا اور غلبۂ حق کے وعدوں کو ضرور پورا کرے گا۔ چنانچہ فرمایا:۔

وَقَدْ مَكَرُوا مَكْرَهُمْ وَعِنْدَ اللّٰهِ مَكْرُهُمْ وَإِنْ كَانَ مَكْرُهُمْ لِتَزُولَ مِنْهُ الْجِبَالُ ۝ فَلَا تَحْسَبَنَّ اللّٰهَ مُخْلِفَ وَعْدِهِ رُسُلَهُ ۚ إِنَّ اللّٰهَ عَزِيزٌ ذُو انْتِقَامٍ ۝ (ابراھیم آیات ۴۷، ۴۸)

ترجمہ:۔ اور یہ (لوگ) اپنی (ہر ایک) تدبیر عمل میں لاچکے ہیں اور ان کی (ہر) تدبیر اللہ کے ہاں (محفوظ) ہے اور خواہ ان کی تدبیر ایسی ہو کہ اس کے نتیجہ میں پہاڑ (بھی اپنی جگہ سے) ٹل جائیں (یہ تیرا کوئی نقصان نہیں کر سکتے) پس (اے مخاطب) تو اللہ کو اپنے رسولوں سے اپنے وعدہ کے خلاف (معاملہ) کرنے والا ہرگز نہ سمجھ۔ اللہ یقیناً غالب (اور بُرے کاموں کی) سزا دینے والا ہے۔

کفّارِ مکّہ فی الاصل اِس حقیقت سے بے خبر تھے کہ ان کا مقابلہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور آپؐ کے مٹھی بھر صحابہؓ سے نہیں بلکہ خود خدا تعالیٰ سے ہے اور اُس قادرِ مطلق کے سامنے ان کی کچھ پیش نہیں جا سکتی۔ خدا تعالیٰ اُس وقت بھی جبکہ کفّارِ مکّہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور آپؐ کے صحابہؓ کی مختصر سی جماعت کے خلاف خفیہ منصوبے بنا رہے تھے اپنی فعلی شہادت کے ذریعہ انہیں خبردار کر رہا تھا کہ وہ یہ نہ بھولیں کہ ان کا مقابلہ درحقیقت خدا تعالیٰ سے ہے اور وہ اس میں کبھی کامیاب نہیں ہو سکتے۔ اِس حقیقت پر جو اللہ تعالیٰ کی ایک سُنّتِ مستمرّہ کی آئینہ دار ہوتی ہے حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ایک نظم میں بہت بصیرت افروز پیرائے میں روشنی ڈالی ہے۔ چنانچہ حضور علیہ السلام بالآخر چند اشعار میں محبّانِ الٰہی کے ساتھ خدا تعالیٰ کے امتیازی سلوک کو خلاصۃً بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:۔

ان سے خدا کے کام سبھی معجزانہ ہیں — یہ اِس لئے کہ عاشقِ یارِ یگانہ ہیں
ان کو خدا نے غیروں سے بخشا ہے امتیاز — ان کے لئے نشاں کو دکھاتا ہے کارساز
جب دشمنوں کے ہاتھ سے وہ تنگ آتے ہیں — جب بدشعار لوگ انہیں کچھ ستاتے ہیں
تب وہ خدائے پاک نشاں کو دکھاتا ہے — غیروں پہ اپنا رعب نشاں سے جماتا ہے
کہتا ہے یہ تو بندۂ عالی جناب ہے — مجھ سے لڑو اگر تمہیں لڑنے کی تاب ہے

(براہین احمدیہ حصّہ پنجم مطبوعہ ۱۹۰۸ء)

مجھ کو تو خدا میرا نظر آتا ہے ہر جاء

ہے دُور بہت دُور مسافر تری منزل
بے باک نہ ہو ساتھ لئے زادِ سفر جا

دُنیا کی کسی شئے سے کبھی دل نہ لگا تُو
ہاں ڈالتا ہر چیز پہ عبرت کی نظر جا

یہ مال، یہ اولاد، یہ احباب، یہ رشتے
اِک بوجھ ہیں یہ بوجھ اِسی خاک پہ دھر جا

افراط بھی مُہلک ہے تو تفریط بھی مہلک
اے بندۂ حق تُو نہ اِدھر جا نہ اُدھر جا

پھولوں میں نزاکت ہے تو کانٹوں میں جراحت
اِس گلشنِ پُرخار سے بچ بچ کے گزر جا

اے فلسفیو تم کو نظر آئے نہ آئے
مجھ کو تو خدا میرا نظر آتا ہے ہر جاء

لطف محمد ظفر
رحیم بیگ

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی عمر ایک سو بیس سال
اور
اس کا پس منظر

از مکرم شیخ عبدالقادر صاحب ۲۱۵ رستم پارک نواں کوٹ لاہور

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ختمی مآب سید الانبیاء صلے اللہ علیہ و آلہٖ وسلم کی حیات مبارکہ کا آخری دور ہے حضرت جبرائیل علیہ السلام تشریف لائے۔ راز و نیاز کی باتیں ہوئیں۔

ایک عہد آفرین بات یہ ہے کہ آپ کی عمر نبی ماسبق سے نصف ہوگی۔ فرمایا۔

"جبرائیل نے مجھے یہ بھی خبر دی کہ حضرت عیسے ابن مریم ایک سو بیس سال زندہ رہے۔ اور اپنے بارہ میں میں سمجھتا ہوں کہ ساٹھ سال کی عمر کے سرے پر جانے والا ہوں۔"

(کنز العمال جلد ۶ ص ۱۲۰)

حضرت فاطمۃ الزہرا اور ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہما سے یہ حدیث مروی ہے۔

بعض ناقدین حدیث یہ اعتراض کرتے ہیں کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی عمر مبارک ۶۲/۶۳ سال تھی۔ اس لئے یہ بات سرے سے غلط ہے کہ حضرت عیسے علیہ السلام ایک سو بیس سال زندہ رہے۔ اور آپ نے ان سے نصف عمر پائی تھی۔

خود حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ چالیس برس کے تھے کہ نبوت ملی۔ تیرہ سال مکہ میں رہے۔ دس سال مدینہ میں۔ اس طرح ۶۳ سال عمر پائی ۶۰ اور ۶۳ والی روایتوں میں تناقض ہے۔ رسالتمآب صلے اللہ علیہ وسلم نے چونکہ ۶۳ سال عمر پائی۔ اس لئے ایک سو بیس سال اور ۶۰ سال والی حدیث صحیح نہیں ہے۔

اس اعتراض کے جواب میں تطبیق کی ایک سادہ صورت ہے۔ اور وہ یہ کہ یہ دونوں روایتیں درست ہیں۔ ایک میں شمسی حساب سے عمر بتائی گئی دوسری میں قمری حساب ہے۔

حضرت عیسے علیہ السلام کی عمر ایک سو بیس سال شمسی تقویم کی رو سے ہے۔ اس کا نصف بھی شمسی ہے نہ کہ قمری۔

قرآن حکیم میں اصحاب کہف کے متعلق ہے:۔

وہ اپنے غار میں تین سو سال رہے
اور نو اور بڑھا لئے۔
(کہف ۲۵)

تین سو سال شمسی ہیں اور ۳۰۹ قمری۔

جبرائیل علیہ السلام نے اصحاب کہف کے پیغمبر کی عمر شمسی تقویم کی رو سے ایک سو بیس سال بتائی۔ اس پر کم و بیش چار سال بڑھا لیجئے۔ قمری ہو جاتی ہے۔

حضرت مصلح الموعود رضی اللہ عنہ کی تحقیق میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی (قمری) عمر ۶۲/۶۳ سال تھی (دیباچہ تفسیر القرآن طبع اول ص ۲۳)

یہی عمر شمسی حساب سے ۶۰/۶۱ سال ہو جاتی ہے۔ اس طرح حدیث کا تعارض دور ہو جاتا ہے۔ اور دونوں روایتیں اپنی اپنی جگہ پر درست ثابت ہوتی ہیں

بعض محدثین حضرت عیسے علیہ السلام کی عمر ۱۲۵ سال بتاتی ہے یعنی آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی عمر سے دوگنی حضرت شیخ عبدالحق صاحب محدث دہلویؒ فرماتے ہیں:۔

حضرت عیسے علیہ السلام ایک سو
پچیس سال تک زندہ رہے۔
(ماثبت بالسنۃ فی
ایام السنۃ ص ۲۹ عربی)

ان کے نزدیک حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر ۶۲½ سال تھی اور حضرت عیسے علیہ السلام کی عمر کم و بیش ۱۲۵ سال۔ لیکن یہ سب کچھ قمری حساب سے ہے۔ اس طرح تعارض دور ہو جاتا ہے۔ اور دونوں عمریں درست قرار پاتی ہیں۔

اب سوال پیدا ہوتا ہے کہ اس امر کا ثبوت کیا ہے۔ کہ حضرت عیسے علیہ السلام کی عمر ۱۲۰ سال شمسی تقویم کی رو سے بتائی گئی ہے۔ اس کے جواب میں ایک اشارہ تو کر چکا ہوں اور وہ اصحاب کہف کا ہے۔

دوسرا قرینہ یہ ہے کہ تقویم یہود قمری شمسی ہے۔ یعنی قمری کو شمسی میں بدل دیتے ہیں۔ قرون اولےٰ میں ہر تین یا چار سال کے بعد ایک ماہ کا اضافہ کر لیتے تھے۔

دی بائیبل ڈکشنری از جان ڈی ڈیوس زیر لفظ ("Month" "Year")

لہٰذا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی عمر شمسی تقویم کی رو سے بتانا قرین قیاس ہے۔

اس سلسلہ میں ایک لطیف نکتہ ہے تورات میں ایک عبارت ہے۔ جسے آج تک کوئی سمجھ نہیں سکا۔ متن مخدوش ہے اور معنی بھی۔

پیکس بائیبل کومنٹری میں ہے۔

6:3. Very difficult and the Text is corrupt.

"پیدائش ۶/۳ کی عبارت اور اس کے معنے بہت مشکل ہیں۔ متن بھی مخدوش ہے۔"

نیو انگلش بائیبل کے ترجمہ کے مطابق عبارت کا مفہوم یہ ہے کہ خدا تعالےٰ نے فرمایا:۔

"میری زندگی بخش روح آدمی
میں ہمیشہ کے لئے نہیں رہیگی
کیونکہ اس کا گوشت پوست
فانی ہے۔ وہ ایک سو بیس
سال تک زندہ رہے گا۔"

حیرانی تو یہ ہے کہ اس عبارت کے بعد کے ابواب میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کی عمر ۱۷۵ سال لکھی ہے۔ بعض دوسرے آباء بنی اسرائیل کی عمریں اس سے بھی زیادہ لکھی ہیں:۔

"اسحاق کی عمر ایک سو اسی
برس کی ہوئی۔"
(پیدائش ۳۵/۲۸)

اندریں حالات ۱۲۰ سال عمر پانے سے کیا مراد ہے؟ یہ ایک عقدہ ہے۔ جس کا تسلی بخش جواب نہیں دیا گیا۔ ایک سو بیس سال نہ کم از کم عمر ہے نہ زیادہ سے زیادہ۔

عبرانی تورات میں اس حوالے میں آدمی کے لئے "آدم" لفظ ہے۔ ہو سکتا ہے یہ ذکر عام نہ ہو بلکہ خاص ہو۔ یعنی کوئی ابن آدم جسے حیات جاوید پانے والا سمجھ لیا جائے گا۔ ایک سو بیس سال زندہ رہے گا۔ مفہوم یہ ہے کہ انسان فانی ہے وہ ہمیشہ زندہ نہیں رہے گا۔

بنی اسرائیل کا آخری پیغمبر جسے ابدیت کی زندگی کا سزاوار سمجھا جائے گا۔ وہ بھی تو ایک سو بیس سال زندہ رہے گا۔ کوئی بھی اس کے معنی ہوں۔ اس حوالہ کی وجہ سے قرون اولےٰ کے عیسائیوں میں ایک سو بیس کا عدد بڑا عزت و مرتبت والا تھا۔ وہ کہتے اس عدد کا حضرت مسیح کی زندگی سے گہرا تعلق ہے۔ مہد سے لحد تک انہوں نے ایک سو بیس سال تک کلام کیا۔

پہلے پھل کی عید سے لیکر غلامی سے نجات کی عید تک حضرت عیسے علیہ السلام کا عین حیات ایک سو بیس سال پر پھیلا ہوا ہے۔ اندریں حالات حضرت جبرائیل علیہ السلام کا ایک سو بیس سال عمر بتانا قرین قیاس اور قریب الفہم ہو جاتا ہے۔

پھر یہ امر بھی مسلمہ ہے کہ تورات میں شمسی تقویم چل رہی ہے۔ بنی اسرائیل جب مصر سے نکلے۔ تو ان کا مہینہ تیس دن کا تھا۔ ہر سال پانچ دن بڑھا لئے جاتے۔ اس طرح سال ۳۶۵ دن بہ حساب شمسی کر لیا جاتا۔ اندریں صورت توریت میں جس آدم کی عمر ایک سو بیس سال مرقوم ہے وہ شمسی عمر ہے اگر اس سے مراد مثل عیسیٰ کمثل آدم کے مطابق حضرت عیسے علیہ السلام ہیں۔ تو جبرائیل نے اسی مخفی بات کو دہرایا اور رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کو خبر دی۔ کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی عمر ایک سو بیس سال ہوئی۔ اور آپ کی عمر پیغمبر ماسبق سے نصف ہوگی۔

حدیث میں سب پیغمبر مراد نہیں بلکہ پیغمبر ماسبق مراد ہے۔ حضرت مصلح الموعود نے دیباچہ تفسیر القرآن میں اس حقیقت پر روشنی ڈالی ہے۔ (ص ۲۲)

یہ عجیب بات ہے کہ ایک سو بیس سال عمر پانے کا ذکر توریت میں ہے اور حدیث میں بھی اور پھر اس میں ایک گونہ مشابہت ہے۔

حدیث کے الفاظ ہیں۔

اِنَّ عِیْسَی ابْنَ مَرْیَمَ
عَاشَ عِشْرِیْنَ وَمِائَۃَ
سَنَۃً

تورات کے عبرانی متن کی عبارت

لا یدون روحی باآدم
لعولم ... وہیو یامو
وعشریم شنہ

آدم میں میری زندگی بخش روح ہمیشہ تو زندہ رہے گی۔ وہ ۱۲۰ سال تک زندہ رہے گا۔

آدم سے آدمی ہے یا آنیوالا ابن آدم
فرمودہ جبرائیل کی وضاحت اولاد کا پس

Digitized by Khilafat Library Rabwah

سیرت النبی صلے اللہ علیہ وسلم کا ایک پہلو

توکل علی اللہ

مکرم مولوی روشن دین احمد صاحب مربی سلسلہ مقیم کوئٹہ

حضرت نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم باوجود خاتم النبیین ہونے کے ہمیشہ یہ فرمایا کرتے تھے مَآ اَدْرِیْ مَا یُفْعَلُ بِیْ. یعنی میں نہیں جانتا میرے ساتھ کیا سلوک کیا جائے گا۔ اور نہ ہی اس بات کا کبھی دعوٰے کیا کہ میں اپنے اعمال کے ذریعہ جنت میں جاؤں گا۔ بلکہ یہی فرمایا کرتے کہ میں بھی خدا تعالےٰ کے فضل وکرم کے ساتھ جنت میں جاؤں گا۔ اور نجات بھی اس کے فضل وکرم سے ہوگی۔ چنانچہ اس بارہ میں آپ کے الفاظ جو حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہیں درج ذیل ہیں۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔

سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ لَنْ یُدْخِلَ اَحَدًا عَمَلُہُ الْجَنَّۃَ فَقَالُوْا وَلَا اَنْتَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ قَالَ وَلَا اَنَا اِلَّا اَنْ یَتَغَمَّدَنِیَ اللّٰہُ بِفَضْلِہٖ وَرَحْمَتِہٖ فَسَدِّدُوْا وَقَارِبُوْا وَلَا یَتَمَنَّیَنَّ اَحَدُکُمُ الْمَوْتَ اِمَّا مُحْسِنًا فَلَعَلَّہٗ اَنْ یَّزْدَادَ خَیْرًا وَاِمَّا مُسِیْئًا فَلَعَلَّہٗ اَنْ یَّسْتَعْتِبَ (بخاری جلد ۲ کتاب الانبیاء)

ترجمہ: میں نے حضرت رسول کریمؐ کو ایک دفعہ یہ فرماتے ہوئے سنا کہ کسی کو اس کا عمل جنت میں داخل نہیں کرے گا۔ لوگوں نے عرض کیا یا رسول اللہ کیا آپ بھی اپنے اعمال کے زور سے جنت میں داخل نہ ہوں گے۔ آپ نے جواب دیا۔ میں بھی اپنے اعمال کے زور سے جنت میں داخل نہ ہونگا۔ بلکہ خدا کا فضل اور اس کی رحمت مجھے ڈھانپ لیں گے۔ تو میں جنت میں داخل ہونگا۔ اس لئے تم نیکی کرو اور سچائی سے کام لو۔ اور خدا کے قرب کو تلاش کرو۔ اور تم میں سے کوئی موت کی آرزو نہ کرے کیونکہ اگر وہ نیک ہے تو شائد وہ نیکی میں اور ترقی کرے اور اگر وہ بد ہے تو شائد اس کی توبہ قبول ہو جائے۔ اور اسے خدا کی رضا کے حاصل کرنے کا موقعہ مل جائے۔

آپ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم اتنے اعلیٰ مقام پر فائز ہونے کے باوجود پھر بھی اللہ تعالےٰ کے غناء سے خائف رہتے تھے۔ اور نجات کو خدا تعالےٰ کے فضلوں کا نتیجہ یقین کرتے تھے۔ لیکن پھر بھی اعمال کو خدا کے فضلوں کو جذب کرنے والے سمجھتے تھے۔ اور اگر اعمال نہ ہوں تو بیشک خدا تعالےٰ کے افضال کے متعلق یہی خیال ہوتا ہے۔ کہ ان سے محرومی اور بے نصیبی ہوگی ہاں اگر اخلاص سے کئے گئے اعمال میں کمزوری اور ضعف رہ جائے تو اس کو بھی خداوند تعالےٰ اپنے فضل وکرم سے پورا کر دیتا ہے۔ سو یہ یقینی ہے کہ نیکی اور اعمال صالحہ فضل خداوندی کے جاذب ہیں۔ چنانچہ اس کی مزید تشریح مندرجہ ذیل حدیث کے الفاظ میں ہے۔

وَاغْدُوْا وَرُوْحُوْا وَشَیْءٌ مِّنَ الدُّلْجَۃِ وَالْقَصْدَ وَالْقَصْدَ تَبْلُغُوْا

یعنی خدا کے فضل کے سوا نجات نہیں اسی لئے صبح کے وقت عبادت کرو اور شام کے وقت بھی۔ اور کچھ رات کے وقت بھی اور خوب قصد کرو اور پوری طرح قصد کرو جنت میں پہنچ جاؤ گے۔

اس حدیث سے بھی واضح ہوتا ہے کہ اعمال بھی خدا تعالےٰ کے فضل وکرم کے جاذب ہیں۔

استغفار بکثرت کرو

لوگ گناہ کرتے ہیں ابتداء میں انہیں پچھتاوا لگتا ہے۔ اور پریشانی ہوتی ہے اور کچھ دیر کے بعد ان کے دل سخت ہو جاتے ہیں اور کبھی خیال بھی پیدا نہیں ہوتا کہ گناہ کی وجہ سے انسان خدا کے غضب وناراضگی کا مورد ہو جاتا ہے۔ اور اگر کوئی ایسے انسان کو ناصحانہ انداز میں توبہ و استغفار کی طرف متوجہ کرے تو جواب عام طور پر یہ ہوتا ہے کہ ہم کوئی گنہگار ہیں سو ضروری نہیں کہ گنہگار ہی استغفار کرے۔ بلکہ یہ نیکوں کا شیوہ ہوتا ہے کہ وہ ہمیشہ ہی بارگاہ الٰہی میں گرے رہیں کہ کہیں ہم سے کوئی قصور اور خطا نہ ہو جائے۔ بلکہ دنیاوی بادشاہوں کے درباروں میں بھی یہی ہوتا ہے باوجود ہزارہا خوشامدوں کے پھر بھی ان کے درباری یہی کہتے ہیں۔ کہ حضور اگر کوئی قصور ہو گیا ہو تو معاف فرمائیں۔ انسان بھول چوک کا پتلا ہے اس لئے نیکی کا خیال رکھتے ہوئے اس سے خطا کا ہونا ممکن ہے۔ حضرت رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کو چونکہ کامل معرفت حاصل تھی۔ آپؐ اس معاملہ میں بڑی احتیاط برتتے تھے۔ اپنے خداوند تعالےٰ سے ہمیشہ خائف رہتے۔ نیکی پر نیکی کرتے۔ اور اعلیٰ اعمال بجالاتے۔ پھر بھی خداوند تعالیٰ سے بہت ڈرتے اور استغفار کرتے اور توبہ کی طرف متوجہ ہوتے۔ چنانچہ حضرت ابوہریرہؓ کی روایت ہے۔

سَمِعْتُ النبی صلی اللہ علیہ وسلم یقول واللہ انی لاستغفر اللہ واتوب الیہ فی الیوم اکثر من سبعین مرۃ (بخاری جلد ۲)

میں نے آنحضرتؐ کو یہ فرماتے سنا ہے۔ کہ خدا کی قسم میں دن میں ستر دفعہ سے زیادہ خدا کے حضور میں اپنی کمزوریوں سے عفو کی درخواست کرتا ہوں اور اس کی طرف جھکتا ہوں۔

اس میں شک نہیں کہ حضرت رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم خدا تعالےٰ کے فضل سے گناہوں سے پاک تھے۔ اور آپؐ سب انبیاء کے سردار تھے۔ پھر آپؐ کا دل خدا کے ڈر اور خوف سے معمور رہتا تھا۔ کیونکہ انسان سے کمزوری کا سرزد ہونا ممکن ہے۔ چنانچہ آپؐ پر خشیت اللہ اس قدر غالب تھی کہ آپؐ کے جلال کو دیکھ کر بے اختیار اس کے حضور گر جاتے تھے۔ اور دعا کرتے۔ کہ تو ہی مجھ پر اپنا فضل فرما۔ میں بے حد کمزور و ناتواں ہوں

موت کا خیال ہمیشہ آپ کے دامنگیر رہتا

آپؐ کبھی بھی موت سے غافل نہ ہوتے اور خشیت الٰہی اس قدر آپؐ پر غالب رہتی کہ ہر روز یہ یقین کر کے سوتے کہ شائد اسی رات ہی موت آجائے۔ اور اللہ تعالےٰ کے حضور حاضر ہونا پڑے۔ اسی طرح آپؐ نے اپنی ساری زندگی مسافرانہ طرز پر گزاری۔ ہر دم اپنے آقا کے پاس جانے کے لئے تیار رہتے۔ اور جو دم گزرتا اس کو فضل الٰہی گردانتے اور موت کو ہر وقت یاد رکھتے۔ چنانچہ سوتے وقت جب اپنے بستر پر جاتے تو مندرجہ ذیل الفاظ میں دعا فرماتے۔

حذیفہ بن الیمان فرماتے ہیں۔

کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم اذا اخذ مضجعہ من اللیل وضع یدہ تحت خدہ ثم یقول باسمک اللھم اموت واحیا واذا استیقظ قال الحمد للذی احیانا بعد ما اماتنا والیہ النشور

(بخاری کتاب الدعوات)

اے اللہ میرا مرنا اور جینا تیرے ہی نام پر ہو۔ اور جب سو کر اٹھتے تو فرماتے۔ شکر ہے میرے رب کا جس نے ہمیں زندہ کیا ہے ہماری موت کے بعد اور اسی کی طرف ہی دوبارہ زندہ ہو کر اٹھایا جاتا ہے

الغرض آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سوتے وقت بھی اپنا حساب چکا کر ہی سوتے تھے گویا آپؐ نے زندگی کی ہر گھڑی کو آخری گھڑی ہی جانتے ہوئے عمر بسر کی۔ دراصل یہی حقیقت آپؐ کے مخالفین نے بھی کہی تھی۔ عَشِقَ محمدٌ ربَّہ کہ حضرت محمد (صلے اللہ علیہ وسلم) اپنے خدا پر عاشق ہو گئے ہیں۔ اور یہی گوہر مقصود تھا۔

پس آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے متعلق ایک عاشق صادق حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنے عربی اشعار میں دلربا انداز میں کیا خوب فرمایا ہے۔ سہ

وَاِنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ مُھْجَۃُ مُھْجَتِیْ
وَمِنْ ذِکْرِہِ الْاَحْلٰی کَاَنِّیْ مُثْمِرٌ
نَدَعْ کُلَّ مَلْفُوْظٍ بِقَوْلِ مُحَمَّدٍ
وَقَائِدُنَا رَسُوْلُ اللّٰہِ نَتْبَعُ وَنَقْفُوْ
وَلَیْسَ طَرِیْقُ الْھُدٰی اِلَّا اتِّبَاعُہٗ
وَمَنْ قَالَ قَوْلًا غَیْرَہٗ فَیُتَبَّرُ

- یعنی تحقیق رسول اللہ ہی میری جان کی جان ہے۔ اور اس کے میٹھے پھل سے میں ثمردار ہو گیا ہوں
- ساری باتیں محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی باتیں لیکر چھوڑ دے۔ آپؐ کی پیروی کر تو نجات پائے گا اور بخشا جائیگا۔ ہدایت کی راہ تو آپؐ ہی کا فرمان ہے۔
- جس نے اس کے بغیر اور کچھ کہا وہ ہلاک ہوا۔

دعا ہے کہ اللہ تعالےٰ ہمیں آپؐ کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق دے۔ آمین

نمبر ۱ صد سالہ احمدیہ جوبلی کے عظیم منصوبہ کا روحانی پروگرام

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ایک پُرحکمت اور بابرکت آسمانی تحریک

مکرم محمود مجیب صاحب اصغر آف بھیرہ ـــ راولپنڈی

اسلام کا عظیم الشان انقلاب جب قرونِ اُولیٰ کی زبردست کامیابیوں اور فیج اعوج کے مدّوجزر سے نکل کر اپنے آخری دور میں پہنچا۔ جس میں غلبۂ اسلام کو عروج حاصل ہونا مقدر کیا گیا ہے تو ایک مرد خدا نے یوں صدا بلند کی:۔

"سچائی کی فتح ہوگی اور اسلام کے لئے پھر اسی تازگی اور روشنی کا دن آئے گا۔ جو پہلے وقتوں میں آچکا ہے اور وہ آفتاب اپنے پورے کمال کے ساتھ پھر چڑھے گا جیسا کہ پہلے چڑھ چکا ہے لیکن ابھی ایسا نہیں۔ ضرور ہے کہ آسمان اسے چڑھنے سے روکے رہے جب تک کہ محنت اور جانفشانی سے ہمارے جگر خون نہ ہو جائیں اور ہم سارے آراموں کو اس کے ظہور کے لئے نہ کھو دیں اور اعزاز اسلام کے لئے ساری ذلتیں قبول نہ کر لیں۔ اسلام کا زندہ ہونا ہم سے ایک فدیہ مانگتا ہے وہ کیا ہے؟ ہمارا اسی راہ میں مرنا۔ یہی موت ہے جس پر اسلام کی زندگی۔ مسلمانوں کی زندگی اور زندہ خدا کی تجلی موقوف ہے"

(فتح اسلام)

یہ صدا بلند کرنے والا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا عظیم روحانی فرزند مہدی معہودؑ ہے جس نے اپنا ہر لمحہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر قربان کر دیا اور غلبۂ اسلام کے لئے جس کی تڑپ نے اور جس کے دل میں خدا تعالیٰ اور اس کے رسول کے پیار نے اور جس کی متضرعانہ دعاؤں نے ایک ایسی قوم پیدا کر دی جس نے ساری دنیا میں اسلام کو غالب کرنے کا پختہ عزم کر لیا اور اس کے لئے اس کے خدا نے اس کو بڑی بڑی عظیم بشارتیں بھی دیں جن کی تفاصیل سے جماعت احمدیہ کا لٹریچر بھرا پڑا ہے۔

مہدی معہودؑ کا یہ دور جب ایک صدی کے قریب پہنچا تو امام وقت حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی بصیرت نے غلبۂ اسلام کے آثار اُفق پر اُبھرتے دیکھ کر فرمایا کہ جماعت احمدیہ کے قیام کی دوسری صدی میں اسلام بڑی کثرت سے اکناف عالم میں پھیل جائے گا۔

چنانچہ اس اگلی صدی کا استقبال کرنے کے لئے آپ نے ۱۹۷۳ء کے جلسہ سالانہ پر جماعت احمدیہ کی صد سالہ جوبلی کے ایک عظیم الشان منصوبے کا اعلان فرمایا اور اس کا ماٹو رکھا۔ حمد اور عزم۔

اس منصوبے میں حضور ایدہ اللہ نے دنیا کے اطراف و جوانب میں نئے مشن کھولنے مساجد تعمیر کرنے کے علاوہ روسی۔ فرانسیسی اٹالین۔ یوگو[illegible]۔ سپینش چینی اور مغربی افریقہ کی تین اہم زبانوں میں قرآن مجید کے تراجم شائع کرنے اور دنیا کی ایک سو مشہور زبانوں میں اسلام کا بنیادی لٹریچر شائع کرنے اور دنیا میں تین بڑے بڑے پریس لگانے اور ایسے ہی کئی دینی کاموں کو شامل فرمایا۔ اس کام کی تکمیل کے لئے آپ نے صد سالہ احمدیہ جوبلی فنڈ قائم فرمایا اور نفلی عبادات کا ایک روحانی پروگرام جماعت کے سامنے رکھا۔

نفلی عبادات کے روحانی پروگرام میں آپ نے خاص طور پر مندرجہ ذیلی چیزیں رکھیں:۔

(۱) ایک ماہ میں کم از کم ایک نفلی روزہ رکھنا۔

(۲) روزانہ بعد نماز ظہر یا بعد نماز عشاء کم از کم دو نوافل کی ادائیگی۔

(۳) روزانہ کم از کم سات مرتبہ سورۃ فاتحہ غور و تدبر کے ساتھ پڑھنا

اس کے علاوہ کم از کم ۳۳-۳۳ مرتبہ تسبیح و تحمید۔ درود شریف اور استغفار پڑھنا نیز کم از کم ۱۱-۱۱ مرتبہ قرآن کریم کی دعا:۔

"رَبَّنَا اَفْرِغْ عَلَيْنَا صَبْرًا وَّ ثَبِّتْ اَقْدَامَنَا وَانْصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكٰفِرِيْنَ ٥"

اور حدیث کی دعا:۔

"اَللّٰهُمَّ اِنَّا نَجْعَلُكَ فِيْ نُحُوْرِهِمْ وَنَعُوْذُ بِكَ مِنْ شُرُوْرِهِمْ"

پڑھنا اور اپنی زبان میں بھی کثرت سے دعائیں کرنا۔

نفلی روزے:

نفلی روزے رکھنا مومنوں کا ایک خاص امتیاز رہا ہے اور الامام المہدیؑ کی جماعت کو اس کے ساتھ ایک خاص مناسبت ہے۔ قریباً ۱۸۷۶ء میں الامام المہدیؑ فرماتے ہیں:۔

"حضرت والد صاحب کے زمانہ میں ہی جبکہ اُن کا زمانۂ وفات بہت نزدیک تھا ایک مرتبہ ایسا اتفاق ہوا کہ ایک بزرگ معمّر پاک صورت مجھ کو خواب میں دکھائی دیا اور اس نے یہ ذکر کر کے کہ کسی قدر روزے انوار سماوی کی پیشوائی کے لئے رکھنا سنت خاندان نبوت ہے۔ اس بات کی طرف اشارہ کیا کہ میں اس سنت اہل بیت رسالت کو بجا لاؤں۔ سو میں نے کچھ مدت تک التزام صوم کو مناسب سمجھا ....اور اس قسم کے روزہ کے عجائبات میں سے جو میرے تجربہ میں آئے وہ لطیف مکاشفات ہیں جو اس زمانہ میں میرے پر کھلے چنانچہ بعض گزشتہ نبیوں کی ملاقاتیں ہوئیں اور جو اعلیٰ طبقہ کے اولیاء اس امت میں گزر چکے ہیں ان سے ملاقات ہوئی ....اور علاوہ اس کے انوار روحانی تمثیلی طور پر برنگ ستون سبز و سرخ ایسے دلکش و دلستان طور پر نظر آئے جن کا بیان کرنا بالکل طاقت تحریر سے باہر ہے۔ وہ نورانی ستون جو سیدھے آسمان کی طرف گئے ہوئے تھے جن میں سے بعض چمکدار سفید اور بعض سبز اور بعض سرخ تھے ان کو دل سے ایسا تعلق تھا کہ اُن کو دیکھ کر دل کو نہایت سرور پہنچتا تھا اور دنیا میں کوئی بھی ایسی لذت نہیں ہوگی جیسا کہ ان کو دیکھ کر دل اور روح کو لذت آتی تھی۔

میرے خیال میں ہے کہ وہ ستون خدا اور بندہ کی محبت کی ترکیب سے ایک تمثیلی صورت میں ظاہر کئے گئے تھے یعنی وہ ایک نور تھا جو دل سے نکلا اور دوسرا وہ نور تھا جو اوپر سے نازل ہوا اور دونوں کے ملنے سے ایک ستون کی صورت پیدا ہو گئی۔ یہ روحانی امور ہیں کہ دنیا ان کو نہیں پہچان سکتی کیونکہ وہ دنیا کی آنکھوں سے بہت دور ہیں لیکن دنیا میں ایسے بھی ہیں جن کو ان امور سے خبر ملتی ہے۔"

(کتاب البریہ)

حضور علیہ السلام کے اس کشف سے ظاہر ہے کہ روزہ خدا تعالیٰ کی محبت کے حصول کا بہترین ذریعہ ہے۔

سورۃ فاتحہ:

سورۃ فاتحہ کو بھی الامام المہدیؑ کے زمانے کے ساتھ ایک شدید اور گہرا تعلق ہے۔ حضرت صاحبزادہ پیر سراج الحق صاحب نعمانیؓ فرماتے ہیں:۔

"ایک دفعہ مسجد مبارک میں حضرت اقدس سیدنا مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

Digitized by Khilafat Library Rabwah

تشریف رکھتے تھے......

سبع مثانی کی تحقیق کا ذکر ہوا۔ کسی نے الحمد کا نام بتلایا اور کسی نے دوسری آیتوں کا اور کسی نے کہا کہ الحمد مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ میں نازل ہوئی اس لئے دونوں مقام پر نازل ہونے کے باعث اس کا نام سبع مثانی ہوا

حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ و السلام نے فرمایا۔ ممکن ہے کہ ایسا ہو لیکن ہمارے نزدیک اس سورۃ کا ایک بار آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہونا اور دوسری بار مہدی و مسیح موعود پر نازل ہونا ہے جس کے سبب اس کا نام سبع مثانی ہوا۔"

(مکتوب صاحبزادہ پیر سراج الحق نعمانی رض بحوالہ تذکرہ ایڈیشن چہارم صفحہ ۸)

حضور کا ایک کشف سورۃ فاتحہ کے بارے میں یوں بیان ہوا ہے۔ فرمایا:۔

"ایک مرتبہ اس عاجز نے اپنی نظر کشفی میں سورۃ فاتحہ کو دیکھا کہ ایک ورق پر لکھی ہوئی اس عاجز کے ہاتھ میں ہے اور ایک ایسی خوبصورت اور دلکش شکل میں ہے کہ گویا وہ کاغذ جس پر سورۃ فاتحہ لکھی ہوئی ہے سرخ سرخ اور ملائم گلاب کے پھولوں سے اس قدر لدا ہوا ہے کہ جس کا کچھ انتہا نہیں اور جب یہ عاجز اس سورۃ کی کوئی آیت پڑھتا ہے تو اس میں سے بہت سے گلاب کے پھول ایک خوش آواز کے ساتھ پرواز کر کے اوپر کی طرف اڑتے ہیں اور وہ پھول نہایت لطیف اور بڑے بڑے اور سندر اور تروتازہ اور خوشبودار ہیں جن کے اوپر چڑھنے کے وقت دل و دماغ نہایت معطر ہو جاتا ہے اور ایک ایسا عالم مستی کا پیدا کرتے ہیں کہ جو اپنی بے مثل لذتوں کی کشش سے دنیا و مافیہا سے نہایت درجہ کی نفرت دلاتے ہیں۔

اس مکاشفہ سے معلوم ہوا کہ گلاب کے پھول کو سورۃ فاتحہ کے ساتھ ایک روحانی مناسبت ہے۔"

(براہین احمدیہ حصہ چہارم)

تسبیح و تحمید اور درود شریف

تسبیح و تحمید اور درود شریف کے ساتھ بھی خاص برکات شامل ہیں اور ان کو بھی امام مہدی اور مسیح محمدی علیہ السلام کے ساتھ ایک گہرا تعلق ہے۔ حضور فرماتے ہیں:۔

"جس طرح خدا تعالیٰ نے مصائب سے نجات پانے کے لئے بعض اپنے نبیوں کو دعائیں سکھلائی تھیں مجھے بھی خدا نے الہام کر کے ایک دعا سکھلائی اور وہ یہ ہے

سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ سُبْحَانَ اللّٰهِ الْعَظِيْمِ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّاٰلِ مُحَمَّدٍ۔"

(تریاق القلوب)

حضرت ام المومنین سیدہ نصرت جہاں بیگم صاحبہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:۔

"حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا کہ مجھے اللہ تعالیٰ کی طرف سے بتایا گیا ہے کہ سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ سُبْحَانَ اللّٰهِ الْعَظِيْمِ بہت پڑھنا چاہئے"

(سیرت المہدی حصہ اول)

حضرت المصلح الموعود خلیفۃ المسیح الثانی رض فرماتے ہیں:۔

"ایک دفعہ جب حضرت مسیح موعود بیمار تھے سخت درد میں تہجد کے لئے اٹھے اور غش کھا کر گر گئے اور نماز نہ پڑھ سکے تو الہام ہوا کہ:۔ ایسی حالت میں تہجد کی بجائے لیٹے لیٹے ہی سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ سُبْحَانَ اللّٰهِ الْعَظِيْمِ پڑھ لیا کرو۔"

(ذکر الٰہی)

استغفار:

مسیح و مہدی کی علامات میں سے ایک علامت حدیثوں میں یوں بیان ہوئی ہے کہ:۔

"جب وہ اپنا سر جھکائے گا تو اس سے پانی کے قطرے گریں گے اور جب سر کو اٹھائے گا تو اس سے موتی جھڑیں گے" (صحیح مسلم جلد ثانی)

اس لئے ان کا مطلب یہ ہے کہ وہ بہت توبہ کرنے والا اور رجوع کرنے والا ہوگا اور ہمیشہ اس کا تعلق خدا تعالیٰ سے تازہ بتازہ رہے گا گویا کہ وہ ہر وقت غسل کرتا ہے اور پاک رجوع کے پاک قطرے موتیوں کے دانوں کی طرح اس کے چہرے سے ٹپکتے ہیں۔

انبیاء کی اسی سنت کو قائم رکھنے کے لئے امام وقت نے غلبۂ اسلام کی صدی کے استقبال کی تیاری کے لئے کم از کم ۳۳ مرتبہ روزانہ استغفار کرنے کو کہا ہے تاکہ توبہ اور رجوع سے چھوٹی موٹی بشری کمزوریاں معاف ہوتی رہیں اور غلبۂ اسلام کی راہ میں حائل نہ ہوں۔

ثبات قدم اور مخالفین پر غلبہ پانے کیلئے قرآنی دعا:

مسیح و مہدی کے بارے میں خاص طور پر پیشگوئی کی گئی تھی کہ اس کی بہت مخالفت کی جائے گی اور دجال مختلف شکلوں میں اس پر حملہ آور ہوگا چنانچہ ثابت قدم رہنے کے لئے اور مخالفین پر مدد پانے کے لئے امام وقت نے کم از کم ۱۱ مرتبہ روزانہ قرآن مجید کی یہ دعا پڑھنے کے لئے ارشاد فرمایا۔ یہ وہی دعا ہے جو اللہ تعالیٰ نے طالوت کی قلیل فوج کو جالوت کی بڑی افواج پر غلبہ پانے کے لئے سکھائی تھی:۔

رَبَّنَا اَفْرِغْ عَلَيْنَا صَبْرًا وَّثَبِّتْ اَقْدَامَنَا وَانْصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكٰفِرِيْنَ ۝ (پ ۲ - ع ۳۳)

یعنی اے ہمارے رب ہم کو صبر دے اور ہمارے قدموں کو مضبوط کر دے اور ہماری مدد فرما مخالفین کے مقابلہ میں۔

یعنی مخالفین کی تخریبی کارروائیوں سے ہمارے قدموں میں لغزش پیدا نہ ہو بلکہ ہم خدا تعالیٰ کی خاطر سب دکھ صبر سے برداشت کرنے کی توفیق پائیں اور اس کی مدد طلب کرتے رہیں۔

قوم کی شرانگیزیوں سے اللہ تعالیٰ کی پناہ:

قوم کی ایذا رسانیوں سے بچاؤ کے لئے امام وقت نے حدیث نبوی سے جو دعا منتخب فرما کر ۱۱-۱۱ مرتبہ روزانہ پڑھنے کا ارشاد فرمایا ہے وہ یہ ہے:۔

اَللّٰهُمَّ اِنَّا نَجْعَلُكَ فِيْ نُحُوْرِهِمْ وَنَعُوْذُ بِكَ مِنْ شُرُوْرِهِمْ

اے اللہ ہم تجھے آگے کرتے ہیں ان مخالفین کے مقابلہ کے لئے اور ہم ان کی شرانگیزیوں سے تیری پناہ مانگتے ہیں۔

یہ اتنی جامع اور پُرحکمت دعائیں ہیں کہ اس پر دوام حاصل کرنے کے نتیجہ میں نہ صرف یہ کہ غلبۂ اسلام کی راہیں آسان ہوتی ہیں بلکہ اپنی ذات کو بلحاظ دین و دنیا اس سے بہت فائدہ پہنچتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو استقامت کے ساتھ غلبۂ اسلام کی صدی کے استقبال کے تمام تقاضے کما حقہ، پورے کرنے کی توفیق بخشے (اللّٰہم آمین یا ارحم الراحمین!)

انصار اللہ اور وقف جدید

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:۔

"اور وقف جدید کی روح یہ ہے کہ وقف کی روح کے ساتھ بنی نوع انسان کی خدمت میں وسعت پیدا کی جائے .... وقت آ گیا ہے کہ ہم اپنے کام میں وسعت پیدا کریں ...."

کام میں وسعت یونہی پیدا ہو سکتی ہے کہ انصار اللہ اپنے حلقہ جات میں ہر فرد واحد کو اس مبارک تحریک میں شامل کریں اور مالی لحاظ سے ہر فرد جماعت سے معیاری قربانی کے حصول میں کامیاب ہوں۔

اللہ تعالیٰ سب قائدین و زعماء کرام کو توفیق بخشے کہ وہ اس امر میں اپنی عظیم ذمہ داریوں کو سمجھیں اور حضور اقدس کی خواہش کے مطابق ان کو نبھائیں۔ مساعی کے بارہ میں باقاعدگی سے گزشتہ سال کے اسی مہینے کی کارکردگی سے مقابلہ کرتے معین اعداد و شمار کے ساتھ رپورٹ بھجوانا نہایت ضروری ہے۔

(قائد وقف جدید انصار اللہ مرکزیہ)